یہ ساری کارستانی اُس کے بھرا محمد جہان کی تھی جو ملنگ اور درویش بنا پھرتا تھا.. نہ وہ اس سنگریزوں بھرے ... میں کنواں کھدواتا اور نہ یہ بونے اُس کی گہرائی میں سے برآمد ہو کر اس کی چھاتی پر کودتے، اُس کی حویلی میں آن ... کرتے۔

ساری لوکائی کہتی تھی کہ اس بے آباد بے آب و گیاہ ویرانے میں کنواں کھدوانے سے کچھ حاصل حصول نہ ہوگا ... کے باوجود اگر محمد جہان نے اپنے بھڑولے خالی کر کے کنواں کھدوایا تھا تو محض اس لیے کہ اس کی تہہ میں سے بونے ... اس کی زندگی اجیرن کر دیں۔

یہ کارستانی.. یہ سازش اُس کے سگے بھائی کی تھی۔

بخت جہان نے اپنی ڈانگ پر گرفت مضبوط کی اور بونوں کے قبضے میں آئی ہوئی گراموفون اور ریکارڈوں والی ... میں سے نکل گیا..

میں اُس سے ... والوں میں سے نہیں ہو.. تیس سال پیشتر لوگ اُس سے ... تے تھے جب وہ دس برس کا ... میں ہوں گا چار پانچ برس کا۔ جب کہتے ہیں کہ کنک کے دانے اُس کے ہاتھ لگانے سے بالیوں میں سے گرتے ... تھے۔ کنویں کے پانی اُس کی موجودگی میں اُبلنے لگتے تھے اور وہ پرندوں، ... روں اور کیڑوں مکوڑوں سے باتیں کرتا ... [illegible]

UrduPhoto.com

... محمد جہان سے ڈرنے لگے تھے..

چوہدری فتح جہان نمبردار کے دس برس کے پتر سے ڈرنے لگے تھے..

وہ سامنے سے آ ... تو راستہ بدل لیتے..

وہ اُس سے خوف کھاتے ... گزند نہ پہنچائی تھی، ہمیشہ مسکراتا رہتا تھا پر ... اس کی مسلسل مسکراہٹ سے بھی طرح طرح کے پوشیدہ مفاہیم نکال لیتے اور راستے سے ہٹ جاتے۔

جیسا کہ رواج تھا وہ کنویں کی جانب رواں سر پر چاٹی رکھے کسی عورت کے قریب جا کر کہتا کہ چاچی.. ایک ... تو پا دو تو وہ عورت اُنہی قدموں پر ساکت ہو جاتی، چاٹی زمین پر رکھ کر اس کی گردن کے گرد گرفت مضبوط ... سے چھلکاتی ہوئی مٹی کے پیالے میں لسی انڈیلنے لگتی تو وہ پیالہ چھلکنے لگتا تب بھی لسی انڈیلتی چلی جاتی کہ وہ خوفزدہ ... میں محمد جہان کو تکتی جاتی..

یہاں تک کہ اس کے ہم عمر لڑکے بھی اُس سے کتراتے.. وہ مسجد میں رحل پر کھلا سیپارہ پڑھ رہا ہوتا تو وہ صف پر ... پرے ہوتے جاتے اور مسجد کے مینار والے کونے تک چلے جاتے اور وہ سر ہلاتا ایک ... سانپ کی مانند ... پر جھومتا آس پاس سے غافل پڑھتا جاتا..

جاٹوں کے ہاں آل اولاد کو پڑھانے کا رواج نہ تھا۔ اُن کے نظریے کے مطابق پڑھ لکھ جانے والا ہل کی ہتھی پر ... کر اس کے پھالے کو زمین کے اندر تک اُتارنے کے قابل نہیں رہتا.. تعلیم اُسے نامرد بنا دیتی ہے.. یہ پڑھائی

لکھائی براہمنوں یا مولویوں کے بکھیڑے تھے.. جاٹوں کے بچوں کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ دو چار برس میں اگر پڑھ سکیں تو دو چار سیپارے پڑھ لیں۔

آخر محمد جہان سے ایک دس برس کے بچے سے لوگ کیوں خوف کھاتے تھے.. یہ ابھی پچھلے برس کا قصہ تھا جب گندم کی کٹائی زوروں پر تھی، زمیندار ایک ہراس میں مبتلا تھے کہ آسمان ابر آلود ہونے لگا تھا، بادلوں کے پرے کے پرے اُڑتے پھرتے تھے اور وہ کسی بھی لمحے برس سکتے تھے، گندم کے خوشوں میں خفتہ دانوں کو سیاہ کر سکتے تھے، پودوں کو گیلا کر کے انہیں زمین پر بچھا کر ناکارہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ زمینداروں نے اپنے کھیتوں میں جتنے بھی کامے اور دیہاڑی دار لگا رکھے تھے وہ اُن کے سروں پر سوار رہتے.. اُن کے شانہ بہ شانہ درانتیاں چلاتے اُن سے آگے نکلتے جاتے، نہ خود دم لیتے نہ انہیں دم لینے دیتے مسلسل انہیں غیرت دلاتے ابھارتے، آسمان کی جانب دیکھتے.. اوئے افیم کھا کر آئے ہو بھلے مانسو.. بے شرمو ہاتھ چلاؤ.. ان ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رکھی ہیں جو ٹوٹ جائیں گی بے غیرتو.. یکدم بارش کا خوف انہیں دہشت زدہ کرتا تھا.. گندم کے ان دانوں پر اُن کی کل حیات کا [illegible] بلکہ مذہب کا بھی انحصار تھا.. وہ اگر مولوی صاحب کی جھولی میں ہر شام [illegible] کی روٹی نہ ڈالیں گے تو وہ اذان کیسے دیں گے.. فتح جہان کے ہاتھ بھی شل ہونے لگے درانتی کی ہتھی کی لکڑی اور اُس پر جمی ہوئی انگلیاں یوں جیم ہو چکی تھیں کہ وہ اُس سے جدا نہ ہو سکتی تھیں. اُس نے ذرا دم لیا اور آس پاس نظر کی تو اُس کی نظر میں اُس کا بیٹا محمد جہان نہ آیا.. جو ابھی تو اُس کے برابر میں درانتی چلا رہا تھا اور ابھی وہاں نہ تھا.. فتح جہان [illegible] جہاں تک اُس کے رقبے میں گندم کے دانوں سے حاملہ سنہری بالیاں ایک زرد دریا کی مانند روشن بدن تھیں جیسے وہ جنم دینے کو بے چین اور بوجھل ہوں.. اور [illegible] کے درمیان میں اُسے محمد جہان ایک شانت مہاتما بدھ کی مانند آلتی پالتی مارے بیٹھا نظر آیا.. اُس کے ہاتھوں میں درانتی نہ تھی.. فتح جہان نے پہلے تو یہی قیاس کیا کہ شاید وہ کسی حاجت کی خاطر [illegible] بیٹھا ہے لیکن جب وہ دیر تک وہیں براجمان رہا تو وہ اپنے گندم کے [illegible] پاؤں دھرتا اُس کے پاس چلا گیا. جب اُس نے وہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے پایا جس کی شہرت ایسی ہوئی کہ گاؤں کے لوگ اُس سے ڈرنے لگے۔

محمد جہان سنہری بالیوں کے درمیان ایک دھونی رمائے فقیر کی مانند آلتی پالتی مارے براجمان تھا اور آنکھیں بند کیے اُن بالیوں سے باتیں کرتا تھا.. اور اُن بالیوں کے دانوں سے لبریز ہونٹ کھلتے اور اُن میں سے گندم کے پکے ہوئے دانے خود بخود سوکھی زمین پر گرتے جاتے، ڈھیر ہوتے جاتے.. بوٹے جوں کے توں کھڑے تھے پر اُن میں پوشیدہ دانے گرتے جاتے تھے.. جیسے اُس کا کہا مان رہے ہوں.. پل بھر میں فتح جہان کے رقبے میں گندم کے دانوں کے ڈھیر لگ گئے، کٹائی مکمل ہو گئی.. وہ مینہ بارش کے ہراس سے آزاد ہو گیا.. اب یہ جتنا برسنا چاہیں برس لیں۔

ایک روز دھریک کے درخت تلے، اور یہ وہ دن تھے جب دھریک کے پھولوں کے جامنی گچھے گاؤں کے جوانیوں کے بدنوں میں اپنی مست مہک بھر کر انہیں خمار آلود کرتے تھے اور انہیں باگیں تڑوانے پر مجبور کرتے تھے، فتح جہان کی گھر والی ذہراں بی بی نے دیکھا کہ دھریک تلے بیٹھے اُس کے بیٹے محمد جہان کے بازو پر ایک زہریلا بچھو رینگ رہا ہے اور وہ نہ اُسے جھٹکتا ہے اور نہ ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ اپنی گردن ٹیڑھی کیے نہایت اطمینان سے اُسے تکتا

UrduPhoto.com

[illegible] سے باتیں کر رہا ہے... وہ اپنے بیٹے کی جان خطرے میں جان کر دوڑتی ہوئی ایک فطرتی عمل کے تابع اُس کے [illegible] تھی جب اُس نے دیکھا کہ محمد جہان نے اُسے ذرا بلند آواز میں کہا "چلا جا" اور وہ کھوا اُس کا تابع ہوا اور اُس [illegible] سے اُتر کر دھریک کے تنے کے اندر کہیں روپوش ہو گیا..

جب وہ گادھی پر براجمان ہو کر کنویں کو گیڑنے والے بیلوں کو پیار سے ہو ہو کر کے ہانکتا تو تہہ میں سے برآمد [illegible] کی تمام ٹنڈیں پانیوں سے چھلکتی اوندھی ہو کر اولو میں ایک سیلاب لے آتیں.. یہاں تک کہ اولو لبریز ہو جاتا [illegible] میں سے جھرنوں کی طرح بہہ نکلتے اور نزدیک ترین کھیتوں کو بھی سیراب کرنے لگتے.. کم از کم ایک بار ایسا ہوا کہ [illegible] کی موجودگی سے کنویں کے پانی تہہ میں سے بلند ہوتے کناروں تک آئے اور پھر اُبل کر ہر گل بوٹے، ہر فصل اور [illegible] کو پانی پانی کر دیا۔

فتح جہان نمبردار کے ہاں محمد جہان کے بعد الف جہان پیدا ہوا اور پھر بخت جہان۔ اور ان کے درمیان بیٹیاں [illegible] رہیں..

الف جہان [illegible] بدن کا ایک ناتواں بچہ تھا جو دس برس تک گنگ رہا، بولا [illegible] اور جب بولا تو اتنا کم بولا کہ [illegible] بولنے کی عادت ہی نہ پڑی.. زندگی کے معمولات میں وہ اشاروں کنایوں سے [illegible] کام چلاتا رہا.. وہ [illegible] جب [illegible] کے ہل میں جوتے ہوئے بیل اتنے سست پڑ جاتے کہ وہ بقیہ ہل چلانے والوں سے پیچھے رہ جاتا تب وہ [illegible] دوسری شادی [illegible] کے باوجود وہ بے اولاد رہا.. آخر جب وہ صرف [illegible] برس کی عمر میں سانپ کے کاٹنے سے مرا تو اُس نے [illegible] کہا.. [illegible] تنہا آیا تھا اور تنہا جا رہا ہوں..

UrduPhoto.com

اُدھر فتح جہان نے آخری بیٹے بخت جہان کے ناک نقشے اور نیلی آنکھوں کے [illegible] جہان میں تھے..

دائی کلثوم بی بی جس نے [illegible] اُس کی تیکھی ناک اور آنکھوں کی [illegible] کرتی رہی.. وہ اپنی ماں کی موت بھی ثابت ہوا.. زہراں اُس کی پیدائش کے عمل میں اتنی کٹ پھٹ گئی، اُدھر گئی [illegible] اُس کا جنازہ اُٹھ گیا.. لوگ کہتے ہیں کہ بخت جہان کی خصلت میں جو طیش آیا، ظلم اور بے حسی کی جو آتش [illegible] کا سبب یہ تھا کہ اُس نے اپنی ماں کے دودھ کی بجائے شادو تیلن کی دبیز چھاتیوں میں منہ مارا تھا جسے چوہدری فتح جہان نے نومولود بچے کی پرورش کی خاطر ملازمہ رکھ لیا تھا.. شادو تیلن کی خصلت بھی بس یہی کچھ تھی.. ورنہ محمد جہان بھی [illegible] باپ کا بیٹا تھا..

الف جہان بے اولاد قبر میں اُترا.. محمد جہان کے ہاں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوا.. ان میں سے سب سے [illegible] اُس کی سوکن نے زہر دے دیا..

اور بخت جہان.. اُس کی آل اولاد کی گنتی کیسے کی جا سکتی تھی.. نکاح کے اندر یا باہر کا کوئی خاص حساب نہ تھا..

تو یہ ساری کارستانی محمد جہان کی تھی.. اگرچہ اب تو کبھی شائبہ بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ شخص دس برس کی عمر میں گندم کے [illegible] سے دانے گرا سکتا تھا.. اُس کی موجودگی میں کنویں کے پانی اُبلنے لگتے تھے اور حشرات الارض اُس کے تابع تھے

اور وہ نہ صرف اُن سے بلکہ پرندوں سے بھی باتیں کر سکتا تھا کہ اب تو وہ ایک دھیمے مزاج کا صوفی منش شخص تھا اور ایسے کرشمے دس برس کی عمر کے بعد کبھی ظہور پذیر نہ ہوئے۔ پر کیا پتہ.. اگر وہ ایک زمانے میں ایسے معجزوں پر قادر تھا تو اب اُن بولوں کو اس کے گھر روانہ کرنے کا سبب بھی ہو سکتا تھا..

محمد جہان ابھی اپنے تو مولود کنوئیں سے واپس نہیں آیا تھا.. اُس نے وہیں ڈیرے ڈال لیے تھے.. سرِ شام قبرستان کا رُخ کرتا اور اپنی بیٹی ماہلو کی قبر پر جا کر اُس سے لپٹ کر رونے لگتا.. واپسی پر اپنے چہرے پر سے وہ مٹی نہ پونچھتا جو ماہلو کی قبر کی ہوتی..

بخت جہان ڈانگ کھڑکاتا ویہڑے میں داخل ہوا تو بہشت بی بی اُپلوں میں پھونکیں مار رہی تھی اُس کی دونوں بیٹیاں اور بیٹا جو اُس کے گھٹنوں سے لگے بیٹھے تھے اپنے اس زہرناک چاچے کو دیکھ کر خوفزدہ حالت میں فوراً پچھلی کوٹھڑی میں روپوش ہو گئے۔

''بھرجائی.. محمد جہان کدھر ہے؟''

بہشت بی بی نے اُپلوں پر ایک آخری پھونک ماری اور آنکھیں جن میں دھواں سما چکا تھا، اُٹھا کر بیزاری سے بولی ''آج بھرا کو کیسے یاد کر لیا؟''

[illegible] ..بھرا نے.. میرے کھو

بونے بھیج دیئے ہیں جو میرے سینے پر ناچتے ہیں، میری ریکارڈوں والی کوٹھڑی پر قابض ہو کر میرا گراموفون بجاتے ہیں۔ بڑے بھائی ایسے ہوتے ہیں بھرجائی؟''

''بونے؟''

''آہو.. اور اُن میں سے ایک [illegible] ہے۔''

''جہانیاں.. تو کسی نہ کسی نشے میں ہے..''

''نہ بہشت بی بی.. تو مجھ سے قسم لے لے.. میں نے ابھی افیون کی ایک گولی بھی نہیں نگلی، شراب تو دور کی بات ہے۔ تو یہ بتا کہ محمد جہان کو کیا حاصل حصول تھا کہ اس ویرانے میں جہاں سینکڑوں برسوں سے بیولے.. سانپ اور بچھو رہتے ہیں اور جہاں گھاس کا ایک تنکا بھی نہیں اُگ سکتا تو وہاں اپنی کل پونجی پھونک کر بے وجہ ایک کنواں کھدوانے لگے.. اُس نے یہ کنواں صرف اس لیے کھدوایا ہے کہ اس میں سے بونے برآمد ہوں جو مجھے ڈرائیں، مجھ پر راج کریں.. وہ ہے کہاں؟''

''جہانیاں..'' وہ اُپلے سلگاتی اُٹھ کھڑی ہوئی اور بخت جہان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

وہ ایک مختصر قامت کی نہایت گوری چٹی اور تیکھے ناک نقشے والی دبنگ عورت تھی اور جب وہ یکدم بخت جہان سے ماتھا لگا کر کھڑی ہو گئی تو وہ ٹھٹک کر ذرا پیچھے ہو گیا کہ بہشت بی بی کی ذات میں ایک مردانہ بے خوفی اور دلیری بھی تھی۔ یہ خصلت اُس میں دھیرے دھیرے سرایت ہوئی.. محمد جہان اتنا دھیما اور حلیم الطبع شخص تھا کہ وہ ہر کسی کی خطا بخش دیتا تھا

[illegible] میں نہ آتا تھا.. یہاں تک کہ اگر کوئی کسان اُس کے رقبے کے برابر میں آبپاشی کی ایک نالی کھودتے ہوئے [illegible] میں پر کدال چلا دیتا تھا جس کے نتیجے میں اس کی ملکیت کے دو چار مرلے اس کے حصے میں چلے جاتے تھے تو [illegible] پر وہ قتل ہو جاتے تھے پر وہ احتجاج بھی شدت سے نہ کرتا صرف درخواست کرتا کہ بھائی ایسا نہ کرو.. اسی لیے [illegible] طعنے دیتے تھے کہ اُسے ایک عورت ہونا چاہیے تھا.. یوں کاشتکاری کے شب و روز کو ایک کنویں کی مانند گیڑ کر [illegible] سے گھر بار اور بال بچوں کے لیے جو روٹی پانی نکالنا ہوتا ہے.. جو تنگ و دو درکار ہوتی ہے.. جو محمد جہان میں نہیں تھی، [illegible] دھیرے دھیرے بہشت بی بی کی شخصیت میں سے مجبوراً پھوٹنے لگی..

''دیکھ جہانیاں.. تیرے عادت اطوار نہیں بدلنے والے.. ڈانگ سوٹا کرنا.. پرائی زنانیوں کو دیکھ کر کھنگورے [illegible] اور گھوڑے رکھنے.. اور تجھے بگاڑا کس نے ہے محمد جہان کے لاڈ پیار نے.. تو نے آج تک ایک تنکا بھی دوہرا [illegible] وہ تیرے حصے کی زمین پر جانوروں کی طرح مشقت کرتا ہر برس تیرے بھڑولے بھر دیتا ہے.. الف جہان مرحوم کا [illegible] کا سارا تجھے دے دیتا ہے اور [illegible] ... [illegible] کا تالکارے مارتا آ جاتا ہے کہ [illegible] کہاں ہے.. بے غیرت..''

بخت جہان کے پنڈے پر بہشت بی بی کا ہر فقرہ ایک درے کی مانند برستا اور وہ اُس کی شدت سے یوں دھکیلا [illegible] کے ساتھ جاگا اور بھرت سورتا ہوا سہا ہوا معصومیت سے بولا.. ''بھرجائی..''

[illegible] اپنی گندم کا [illegible] اس لیے کھدوایا ہے کہ اب ہماری پوری نہیں پڑتی.. فاقوں کی نوبت آ رہی ہے.. ہم بھرا اوس [illegible] اپنی زمینیں سیراب کرتے تھے تو اس پانی کے بدلے میں انہیں اپنی آدھی فصل دینی پڑتی تھی.. [illegible] ہے تو خوب جانتا ہے.. اور جیسے محمد جہان اُس کی مٹی کے ہر ذرے کو اپنے خون پسینے سے سینچتا ہے، یہ بھی تو [illegible] تیرا کیا قیاس ہے کہ اس نے [illegible] سے بوٹے شوٹے نکل کر تیرے گھر [illegible] ہیں؟ ہمارے بھڑولوں اور چاٹیوں میں شکر ہو یا گندم کا ایک دانہ بھی نہیں رہا.. یہاں تک کہ میری جو دو [illegible] وہ بھی فروخت ہو گئیں اُس کنویں کو کھدوانے کی خاطر.. صرف اس لیے جہانیاں کہ اس میں سے بوٹے نکل [illegible] میرے صحن سے اور جا میری طرف سے افیون کی ماشے بھر کی گولی کی بجائے دو ماشے کی گولی حلق میں اُتار.. [illegible] کے ساتھ لیٹ جا.. جا..''

[illegible] کے سر پر کسی ہوئی پُر وجاہت پگڑی کھسکنے لگی اور اُس نے اُسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر سنبھالا دیا اور [illegible] کے قدموں میں تھی اُسے محسوس کر کے پچھلے پاؤں پیچھے ہوتا اپنے بڑے بھائی کے گھر سے نکل کر گلی میں [illegible] کی سات بطخیں گندی نالی کے سیاہ کیچڑ میں چونچیں ڈبوئے اُسے حلق میں اُتار اس میں سے کیڑے [illegible] کی کوشش میں بخت جہان کو دیکھ کر چوکنی ہو گئیں اور پر پھڑپھڑاتی قیں قیں کرتی چونچیں نیچی کیے اس پر [illegible] اُس کے قریب ہونے لگیں۔

''[illegible] یا ہو یاں..'' وہ پھٹ پڑا.. بہشت بی بی کے ہاتھوں بے عزت ہو کر.. اُس کے اندر طیش کا جو لاوا تھا وہ

UrduPhoto.com

اُن بطخوں پر جھپٹ پڑا اور وہ اپنی ڈانگ سونت کر اُن پر پل پڑا.. بطخوں کو اس پُر تشدد ردِ عمل کی توقع نہ تھی.. پہلے تو وہ ششدر گئیں اور پھر شور مچاتیں قیں قیں کرتیں.. حاملہ عورتوں کی مانند چلتیں شیخوں کے محلے کی جانب چلی گئیں..

اُن میں سے ایک جو بخت جہان کی ڈانگ کی زد میں آ گئی تھی.. لنگڑاتی ہوئی اُن سب کے پیچھے پکارتی چل رہی تھی۔

ویسے تو وہ اُدھر دیکھنے سے ہمیشہ گریز کرتا تھا..

اُدھر جہاں شیخوں کے محلے کے آغاز میں گند بلا کی ایک ڈھیری تھی.. لیکن اس کی نظریں اس لنگڑاتی ہوئی بطخ کے تعاقب میں بے اختیار چلی گئیں اور پھر وہیں جا ٹھہریں جسے دیکھنے سے وہ ہمیشہ گریز کرتا تھا۔

اچھو شیخ اپنا گلا کاٹ رہا تھا..

دھوپ کی بڑھتی ہوئی حدت میں [illegible] ابھی نہیں بھیگی تھیں' کوڑے کی ڈھیری پر اطمینان سے براجمان، ایک تیز دھار نوکیلے شیشے کے ٹکڑے کو اپنی تیز سی کی ہوئی گردن پر پھیر کے اپنے ماس کو بری طرح کاٹ رہا تھا اور جو خراش ذرا گہری ہو گئی تھی اُس میں سے خون رس رہا تھا.. اچھو کے تھامے ہوئے شیشے کی سفیدی رنگی جا رہی تھی اور خون کے چند قطرے اُس سے پھسل کر بازو پر ہولے ہولے سرکتے کہنی تک آنے کو تھے.. اور وہ ایک عجیب کیفیت جذب کے [illegible]

بہشتی اگرچہ ہر وقت اُس پر نظر رکھتی، اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتی.. جب بھی کسی اشد ضرورت کے تحت اپنی کوٹھڑی سے باہر نکلتی تو کنڈی چڑھا کر نکلتی تا کہ وہ فرار نہ ہو جائے.. اُس کی آنکھیں گلی محلے میں چلتے زمین پر جمی رہتیں.. کوئی چھوٹا سا [illegible] شیشے کا نظر آ جاتا تو اُسے اٹھا کر پلو میں باندھ لیتی کہ کہیں یہ میرے اچھو کے ہاتھ نہ لگ جائے.. اور پھر اُسے ایک متروک شدہ [illegible] والے کا بھنڈ کباڑ بیچنے تھے..

اُن زمانوں میں شیشے کی ایسی بہتات نہ تھی.. چینی کے برتن بھی کم کم ہوا کرتے تھے.. کچے مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کا رواج تھا.. محلہ مغربی کے جانوں کے ہاں بھی کچے پیالوں، رکابیوں، ہانڈیوں اور کنالیوں کے سوا کچھ نہ ہوتا.. شیشہ نام کو نہ ہوتی تھی.. لالٹین بھی شاذ ہی کسی گھر میں ہوتی تھی اور وہ بھی خوشی یا غمی کے موقعوں پر روشن کی جاتی تھی.. دیے جلتے تھے جو کچے ہوتے تھے..

البتہ شیخ اللہ دتہ کی شربتوں کی ہٹی اور مسجد والے حافظ جی کی پنساری کی دوکان میں چند بوتلیں ہوا کرتی تھیں پر وہ بھی کم ہی ٹوٹتی تھیں۔

اس کے باوجود اچھو شیخ جب کبھی اپنی کوٹھڑی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتا اُسے اپنے حصے کا شیشہ پاؤں میں پڑا مل جاتا.. کہیں اور نہ جاتا ہمیشہ اُسی ڈھیری پر جا بیٹھتا اور اپنا گلا کاٹنے میں مشغول ہو جاتا۔

بخت جہان جس کے آگے ایک چڑیا بھی دم نہ مار سکتی تھی، اُس کی ڈانگ کی زد میں آ جاتی تھی وہ اگر کسی سے ڈرتا تھا تو بہشت بی بی سے، بوٹوں سے اور اچھو شیخ سے.. اللہ سے ڈرنے کا خیال اُسے کبھی آیا ہی نہ تھا..

[illegible] مزے سے شیشے کی تیز دھار سے اپنا گلا اس طرح گھرچ رہا تھا جیسے شیو بنا رہا ہو، آس پاس سے غافل [illegible] تھا، مسکراتا اور اب خون کے قطروں میں روانی آنے لگی تھی جو ڈھیری کی خشک مٹی میں ٹپ ٹپ گرتے فوراً [illegible] ہو جاتے تھے، بخت جہان کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے شیشے کی وہ دھار اس کے گلے کو گھرچ رہی ہے.. جو اذیت [illegible] تک نہ ہوئی تھی وہ اس کے نرخرے کو بیدردی سے کاٹ رہی ہے..

اس لمحے شیخ اللہ دتہ لاٹھی ٹیکتا گلی میں سے نکلا اور اچھو پر نظر پڑتے ہی اس نے دوہائی دی "تا بلو.."

بلو تو جیسے وہیں کہیں موجود تھی، دوپٹے کے بغیر دوڑتی ہوئی پہنچی، اچھو کے ہاتھ سے خون آلود شیشہ چھین کر [illegible] مٹھی میں دبا لیا اور پھر اس تقریباً سرد ہو چکے بیٹے کو اپنی آغوش میں سمیٹتی، روتی اسے گھسیٹتی ہوئی اپنے گھر [illegible] لگی۔

صحن کا نصف حصہ دھوپ میں آ چکا تھا، کنیز فاطمہ ابھی تک [illegible] ہوئی لگتی تھی، وہ چپکے سے اس کے برابر [illegible]

"جہان [illegible] وہ یونہی آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی "تو جب بھی اپنی ڈانگ تھام کر اپنے [illegible] کے گھر غصے میں [illegible] بلے کی مانند دم دبا کر واپس آتا ہے.."

[illegible] ہے.."

کنیز [illegible] نے کروٹ بدل کر چہرہ دوسری جانب کر لیا اور [illegible] مسکرانے لگی..

اس [illegible] گراموفون والی کوٹھڑی میں سے ایک گھسی پٹی گھگھیائی سی آواز آنے لگی.. غم دیے مستقل.. اتنا نازک [illegible]

بخت جہان کا آدھا بدن [illegible] مسکرانے لگا اور کوٹھڑی کی جانب منہ [illegible] سوئی نہیں بدلو گے تو ایسی ہی گھسی پٹی آواز آئے گی بے وقوف بڈھو.. گڑوی یا ہوئے.."

''خس و خاشاکِ زمانے''

چناب کے گدلے ٹھنڈے بہتے پانیوں پر جن میں سوہنی کے گھڑے کی گھلاوٹ تھی، اُس سرگی سویر میں [illegible] ایسی ہلکی دھند ٹھہری ہوئی تھی جس کے پار دیکھا بھی جا سکتا تھا اور نہیں بھی دیکھا جا سکتا تھا..

اُس دھند کے اندر [illegible]... [illegible] اور کبھی کبھار اُس کے پردے میں سے ہولے [illegible] بے حد آہستگی سے کوئی ایک پکھیرو ظاہر ہونے لگتا اور یکدم اُسے سامنے پا کر ٹھٹھک جاتا، اُس کے پَر ایک پل کے [illegible] ساکت ہو جاتے، گرنے کو ہوتا تو اگلے پل پھر سے پھڑپھڑانے لگتا اور اُس کے سر پر سے [illegible] گذر کر گاؤں کی [illegible] پرواز کر جاتا.. کبھی کوئی کونج بھی اس دھند میں سے ایسے نمودار ہوتی کہ وہ دھند میں دھندلی [illegible] سفید نظر آتی [illegible] اُسے در[illegible] جاتی تی سے [illegible] دھری تھی جس پر دسترخوان میں پچھلی شب میں تندور میں لگائی گئی تین موٹی روٹیاں اور اچار کی چند پھانکیں بندھی تھیں [illegible] اُسے دیکھ کر دوسرے پرندوں کی مانند ٹھٹھک نہ پل بھر کے لیے حیرت میں ساکت ہوتی.. [illegible] دھند میں سے ظاہر ہونے سے پیشتر ہی اسے خبر [illegible] جونہی وہ نمودار ہوگی اُس کے سامنے امیر بخش بیٹھا ہوگا..

UrduPhoto.com

چناب کے دوسرے کنارے [illegible] ڈنگر سمیت، بہت دنوں سے ڈیرا ڈالے [illegible] ہے اور اُس کی بھینسوں کو وہاں اتنا گھاس میسر ہے کہ اُن کے تھن دودھ سے بوجھل ہو کر زمین سے گھسٹتے ہیں اور اُس [illegible] ڈنگروں کے لیے اتنا چارا چرنے کے لیے ہے کہ وہ خود سراتے ہوئے جاتے ہیں کہ اُنہیں کھونٹے سے باندھنے کے [illegible] دوسرے ڈیرہ داروں کی مدد لینی پڑتی ہے.. وہ امیر بخش اپنے باپ کے لیے صبح کا ناشتہ لے کر جا رہا ہے اور حسبِ عادت [illegible] میں اُترنے سے پیشتر اس دھندلی سویر کے سحر میں گرفتار دم بخود کنارے پر بیٹھا ہے.. تو وہ کونج یہ سب کچھ جانتی تھی اس [illegible] وہ ٹھٹھکی نہ خوف کھاتی تھی البتہ عین اُس کے سر کے اوپر پہنچ کر اپنے لامبے پروں کو زور زور سے جھٹک کر پھڑپھڑاتی تو [illegible] جمع شدہ دھند کے سفید ذرّے امیر بخش کے چہرے مہرے پر ایک نیم سلوف کی صورت گرتے اور اُس کی سرخ و سپید [illegible] پر مزید سپیدی بچھا دیتے۔ البتہ دھند کے یہ سفید ذرے اُس کی آنکھوں میں سرایت نہ کر سکتے کہ اُن کی نیلاہٹ کے [illegible] وہ پگھل جاتے.. جب بہت زمانے گذر گئے اور اُس کی آنکھوں کی نیلاہٹ مدھم پڑنے لگی تو بھی اُن میں وہ حدت قائم [illegible] جو حیات کے دھندلکوں کو پگھلا کر اُن کے پار دیکھنے کی صلاحیت رکھتی تھی..

گدلے یخ پانی ٹھہرے ہوئے لگتے تھے صرف اُن پر ہلکورے لیتے ہوئے چند تنکے اُن کے بہاؤ کی دلیل تے

[illegible] ان پانیوں کے اوپر گویا دھند کا ایک جو دریا تھا، دریا کے اوپر ایک اور دریا تھا وہ تھما ہوا تھا.. پرندہ تھا۔ اُس [illegible] کی سفیدی کو اپنے پروں سے رنگتے رنگین پکھیرو تھے جو ابھی اُس میں گم تھے.. چڑیاں تھیں جو چہکتی تھیں.. پر [illegible] شمالی وہ سورج سے روشن ہوتی جاتی تھی وہ پکھیرو پوشیدگی میں سے ظاہر ہونے لگتے.. پھڑپھڑاتے چہکتے ایک [illegible] تھوڑا اُڑ کرتے دکھائی دینے لگتے.. اپنی اپنی بولیاں بولتے دکھائی دینے لگتے.. سورج کی پہلی کرنوں کی حدت [illegible] دھند چھٹنے لگتی وہاں وہ پکھیرو بھی تحلیل ہو جاتے.. صرف ایک دیوانہ سا مٹھی بھر پرندہ دھند کے اُس چھٹتے دریا [illegible] تحلیل نہ ہوتا.. وہ اُس میں سے اُس یکسر تنہائی سے خوفزدہ دھند کے چھٹتے دریا میں سے ایک تڑپتی ہوئی مچھلی [illegible] کر باہر آتا اور امیر بخش کے بالوں کو اپنے پروں سے چھوتا کوٹ ستارہ کے قدیم قبرستان کے کیکروں کے جھنڈ [illegible] ہو جاتا.. ان کیکروں کے کانٹوں کے گرد بھی دھند نے سفید جالے بُن رکھے ہوتے جو اس مٹھی بھر پرندے کی آمد [illegible] ہو جاتے.. امیر بخش جان جاتا کہ اب اُسے دریا میں اترنا ہے اور پار جانا ہے..

[illegible] اُس کے چاچے محکم دین کا کہنا تھا [illegible] پانیوں کے اوپر جو دھند مدھ قدم سے ٹھہرتی [illegible] اُس کے اندر کوئی [illegible] پکھیرو نہیں ہوتا.. چڑیاں نہیں چہکتیں اور کونجیں تو ہمیشہ بلندیوں [illegible] اُڑتی ہیں وہ بھلا نیچے اتر [illegible] سکتی ہیں تو یہ سب تیرے گمان ہیں.. وہم اور قیاس ہیں.. دیکھ اگر یہ ہوتے، پر جب، چڑیاں اور [illegible] کو نظر نہ آتے جیسے اپنے کھیتوں اور پاؤں میں رینگنے والے کیڑے مکوڑے سانپ اور نیولے اور جنگل [illegible] آتی تھیں.. یہ [illegible] تو دھیان بہت کرتا ہے.. دماغ بہت لڑاتا ہے اور فتور ہو جاتا ہے.. وہم کے پرندے ہیں.. پر چاچے کو [illegible] سیاہ [illegible] مکوڑے بھی نظر نہ آتے تھے جو اسے نظر آتے تھے، بہت دن تو نہ گذرے [illegible] جب اس کا دادا [illegible] گیا تھا.. جب اس کا چاچا روتے چلا جا رہا تھا اور وہ اُس کی اُنگلی تھامے [illegible] کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا [illegible] لحد میں اتار کر جب برادری [illegible] دفن کر رہے تھے تو اُس مٹی کے ہر [illegible] تھا ایک موٹا مکوڑا نمودار ہوتا دکھائی دیا تھا.. یہاں تک کہ جب قبر کا اُبھار اُبھرا تو اسے مٹی کا ایک ذرہ بھی نہ [illegible] تھا تو جیسے دادے کی قبر پر سیاہ موٹے مکوڑوں کی ایک رینگتی ہوئی چادر بچھی ہے.. تب بھی چاچے نے کہا تھا [illegible] کہ مکوڑا ابھی نہیں ہے امیر بخش.. یہ سب تمہارے دھیان کا فتور ہے..

[illegible] جنگل بیلے میں اپنے ڈھور ڈنگر سمیت محکم دین تنہا کاشتکار نہ تھا، بہت سے دوسرے.. کچھ اپنے کچھ پرائے [illegible] والے ہوئے تھے اور ان کی گھر والیاں بھی گاؤں سے وہاں منتقل ہو چکی تھیں.. وہ اپنے توے اور پراتیں [illegible] آئی تھیں اور اس جنگل میں چولہے سلگا کر ان کے روٹی پانی کا بندوبست کرتی تھیں..

صرف محکم دین کی گھر والی رابعہ بی بی اپنے گھر سے باہر نہ آئی تھی..

[illegible] نیم وحشی اُجڈ عورتوں سے مختلف تھی..

[illegible] کی مانند جانگلی اور بے پردہ نہیں ہو سکتی تھی کہ اس کا خاندانی پس منظر گنوار اور ان پڑھ نہ تھا.. وہ خود تو پڑھی [illegible] تھی [illegible] اس کا ایک بھائی علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے ایل ایل بی کر کے شیخوپورے میں وکالت کرتا تھا اور دوسرا بھائی

UrduPhoto.com

سکول انسپکٹر تھا۔ اُس کے سگے چاچے کا بیٹا سمندری جہازوں میں نوکری کرتا تھا..

وہ اُن جیسی نہ تھی۔

سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اپنے ایسے تعلیم یافتہ خاندانی پس منظر کے ساتھ آخر کوٹ ستارہ وایسے پچھڑے اَن پڑھ اپنے اَن پڑھ ہونے پر فخر کرتے گاؤں میں کیسے بیاہی گئی تھی.. اُس میں کوئی نقص تو نہ تھا، شکل وجہ بھی تیکھی اور سوہنی قد بُت بھی ایسا تھا کہ جب سر پر اِنّو جما کر اس پر لسی سے لبریز چاٹی دھر کر اس پر دستر خوان میں بندھی تنوری روٹیاں اور کے پیڑے رکھ کر اُٹھتی تو صحن کی چوکھٹ کے پار اس لیے نہ ہو سکتی تھی کہ چاٹی پر دستر خوان میں بندھی روٹیاں چوکھٹ سے کر گر جاتیں... تب وہ چاٹی سر پر سے اُتار کر پہلے خود چوکھٹ کے پار ہوتی اور پھر چاٹی اٹھا کر کنوئیں کی جانب رو جاتی.. اس کی قامت کا یہ حساب تھا..

محکم دین کی زمین جتنی تھی وہ بمشکل گذارے والی تھی.. اور وہ بھی اپنی برادری کی طرح چٹا اَن پڑھ تو پھر گوگیکی کے ایک پڑھے لکھے خاندان نے اپنی بچی کو ایسے اُجڈ گاؤں میں ایک ان پڑھ کسان کے ساتھ کیوں بیا رابعہ بی بی کی عمر زیادہ ہو رہی تھی.. وہ انیس برس کی ہو گئی تھی.. اور اُس کے ماں باپ نے اگر اس کا رشتہ کرنا تھا تو صر جاٹوں میں اور پڑھے لکھے جاٹوں میں کرنا تھا اور انہیں برادری میں دور دور تک کوئی پڑھا لکھا نظر نہ آتا تھا اور رابعہ نے انیسویں سے بیسویں برس میں قدم رکھ دیا تو وہ گویا اُن کے نزدیک بڑھاپے کی دہلیز پر آ گئی.. اُس کے ماں نے اپنی [illegible] انہوں نے ہراساں محکم دین کو ہی قبول کر لیا۔ اُس کی چند کنالے زمین، ایک پار دو کوٹھڑیوں اور کچے صحن میں سایہ کرتی بیری کے ایک در قبول کر لیا.. جب رابعہ بی بی نے ڈولی سے باہر پہلا قدم اُس کچے صحن میں رکھا تو ایک گنوار کم حیثیت جاٹ کی گھر جانے کی دہشت موت سے بھی بڑھ کر تھی.. پر اگلے دو چار دنوں میں ہی اُسے اندازہ ہو گیا کہ محکم دین میں ایک ایسی دانائی اور روشنی تھی جو اُسے پڑھے لکھوں [illegible] دور اندیش پر رضا دھیمے مزاج کا ایک ایسا شخص ظاہر ہو کے ہونٹوں پر مرتے دم تک نہ صرف اُس کے لیے بلکہ گاؤں کی کل مخلوق کے لیے ایک بھی حرفِ شکایت نہ آیا.. رابعہ اس کی چاہت میں یوں مبتلا ہو گئی کہ یکدم اُسے ہول سا اٹھتا اور وہ چادر سر پر ڈال کر اس کھیت کی جانب چل پڑتی جہ دین ہل چلانے کی مشقت میں جُتا ہوتا.. دور سے اُسے ایک نظر دیکھتی اور گھر لوٹ جاتی۔

اُس پر قیامت اُن دنوں میں ٹوٹ پڑتی جب جاٹ برادری کے لوگ چند ہفتوں کے لیے اپنے ڈنگر جنگل بیلے میں جا بسیرا کرتے.. اُس کا کلیجہ اس کی جدائی میں کٹتا رہتا پر وہ گاؤں کی دیگر عورتوں کی مانند اپنے مرد کے وہاں جا آباد ہونے سے گریز کرتی کہ وہ دوسرے مردوں کے سامنے یوں ظاہر نہ ہو سکتی تھی.. یہ اس کی خاندانی مجبوری لگاتار تین بیٹیوں کے بعد پیدا ہونے والا امیر بخش رابطے کا واحد ذریعہ تھا.. دس کوس کے فاصلے پر واقع پرائمری سکول سے پیشتر اُسے چناب کے پار اپنے چاچے کا ناشتہ پہنچانا ہوتا تھا..

امیر بخش کی قامت اپنی ماں پر گئی تھی.. محکم دین کا قد درمیانہ تھا پر وہ ابھی سے یوں سربلند ہوتا جا رہا تھا کہ سے ایک دس برس کا بچہ نہیں ایک چھریرے بدن کا نوجوان لگتا تھا..

[illegible] اس کی خصلت اپنے باپ پر گئی تھی..

[illegible] ان دنوں تو کیسا شخصی شانت.. خوابیدہ.. دھیرج سے بہتا تھا، پانیوں پر ایک کروٹ بھی نہ ابھرتی تھی پر [illegible] آتی تھی، سیلاب آجاتا تھا تو اس کے پانی اتھرے اور بے دید ہو جاتے تھے.. منہ زور گھوڑیوں کی مانند کناروں [illegible] ہو جاتے تھے.. چار چفیر سے کے سب گاؤں، کھیت کھلیان، کنویں، جوہڑ اور کچے راستے پانی سے برابر ہو [illegible] پانی اتنی سرعت اور خاموشی سے آتے تھے کہ ڈیروں پر سوئے ہوئے کسانوں کی چار پائیاں بہا کر لے جاتے [illegible] ہو کر اپنے تئیں پاؤں زمین پر رکھتے تو وہ پانی میں جا پڑتے اور وہ بھی کسی اور گاؤں میں.. ابھی دو برس پیشتر [illegible] کے پانی اُترے.. زمین سوکھنے لگی تو امیر بخش گاڈی پر براجمان بیلوں کو ہانکتا تھا اور ماہل پر آویزاں ٹنڈیں.. کچے [illegible] کنویں میں سے اُبھرتے پانی سے چھلکتے باہر آتے تھے اور اوڈ کو لبریز کرتے تھے جب اُسے نیچے سے کچھ گدگدی [illegible] ایک عجب سرسراہٹ ہو.. اُس نے بیلوں کو روکا.. گاڈی سے اُتر کر اس کے بان کے تانے بانے کو ٹٹولا تو اس میں [illegible] چھوٹے چھوٹے سانپ بیٹھے میں [illegible] چناب کے پانیوں میں بے بسی سے [illegible] آئے تھے اور اس گاڈی سے ٹکرا کر جان بچانے کی خاطر اس کے بان کی بُنت میں [illegible] روپوش ہو گئے تھے..

[illegible] اور لڑکا ہوتا تو وہ فوری طور پر انھیں اپنی جوتی سے کچل دیتا پر امیر بخش جسے [illegible] اور جنگل [illegible] جانوروں سے عجیب سا اُنس تھا.. وہ انھیں ہلاک کر دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا.. وہ [illegible] ..کچھ کھیتوں [illegible] ایک کنویں کے آس پاس جو جھاڑیاں تھیں اُن میں روپوش ہو گئے.. اُن میں سے ایک نادلی سا سنپولیا تھا [illegible] وہ کدھر کو نکلے.. امیر بخش نے اس کی جانب ایک سوکھی ٹہنی بڑھائی کہ وہ بے جائی کے خوف میں [illegible] پھن اُٹھا کر [illegible] تھا.. وہ اس سے لپٹ گیا اور امیر بخش نے اُسے [illegible] کچھ دور لے جا کر دھان [illegible] کھیت میں چھوڑ دیا۔

اس کی آئندہ حیات بھی اسی خصلت کے تابع رہی.. بہت سے انسان اس کی جان کے آزار کو آئے، اس کے [illegible] اُسے ایذا دینے اور حیات کو مشکل بنانے کے درپے رہے.. اس کی زندگی کی گاڈی میں سے سانپوں [illegible] کی مانند گرتے رہے پر اس نے اپنی خصلت کے تابع انھیں بھی بخش دیا.. اُن پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

وہ آخری منتھی بھر باولا پرندہ بھی جب سفید ذروں کی دھندلی دنیا میں سے ظاہر ہو کر اس کے سر پر سے اُڑان [illegible] کی جانب نکل گیا تو اس نے اپنا تہبند اتارا.. لسی کی چاٹی اور روٹیوں کا دسترخوان اپنے سر پر توازن کیا اور پانیوں [illegible]

[illegible]

کناروں کی قربت میں جو پانی تھے، گہرے نہ تھے.. بمشکل اس کی رانوں تک آتے تھے.. البتہ اُن کی یخ بستگی [illegible] بدن میں سرایت کرتی تھی..

[illegible] ایک ہموار افق تا افق آبی وحدت نہ تھا... اس کے درمیان میں کہیں ریتلے ٹاپو آ جاتے تھے اور کہیں

ریت کی گیلی دلدل.. وہ مختلف حصوں میں بنا ہوا تھا۔ چنانچہ امیر بخش پانیوں میں تیرتا کم تھا اور اُن میں چلتا زیادہ تھا.. ریت کے ٹاپو عبور کر کے وہ اُن کے پار چناب کی ایک اور شاخ میں اُترتا اور پھر تیرنے لگتا۔

اور جہاں اُس کے اور جنگل بیلے کے درمیان میں چناب کی ایک اور ندی پڑتی تھی تو اُس کے پانی ذرا گہرے، تیز رفتار اور ڈبوتے تھے.. وہ یہاں پہنچ کر ذرا دم لیتا.. اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی کسان اپنے ڈھور ڈنگر سمیت پار جانے کے لیے پانیوں میں اُتر رہا ہوتا تو وہ کوشش کرتا کہ کسی گائے کی دُم پکڑ کر اُس کے ہمراہ.. اُس کے سہارے پار چلا جائے..

گائے کا انتخاب اس لیے موزوں اور محفوظ تھا کہ وہ پانیوں میں تیرتی ہوئی ڈبکی نہیں لگا جاتی جب کہ بھینس کچھ اعتبار نہ تھا۔ وہ یکدم اپنے بھاری وجود کے ساتھ پانی میں غرق ہو کر زیرِ آب تیرنے لگتی تھی..

ایک ڈنگر کی دُم اگر مضبوطی سے گرفت میں لے لی جائے تو آپ اُس کے سہارے تیز ترین دریا میں بھی آسانی سے بہتے جا سکتے ہیں.. پر ہر کوئی اس پر قادر نہ ہو سکتا تھا.. بعض اوقات دُم پر اکثر مٹی بھی ہوتی ہے اور وہ گیلی ہوتی ہے اُس پر مسلسل گرفت رکھنا مشکل ہوتا ہے اور [illegible] سطح پر رہے اور کب بغیر اعلان کیے ڈبکی لگا جائے تو اس کا حساب کتاب [illegible] لگانا پڑتا ہے.. ذہنی طور پر یکدم ڈوب جانے کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے.. ہر برس ایک نوجوان کسی گائے یا بھینس کی دُم پکڑ کر دریا کے پار جاتے ہوئے ڈوب جاتے تھے۔

لیکن دس برس کا امیر بخش اس مشترکہ تیراکی کا ماہر ہو چکا تھا.. ویسے بھی امیر بخش کو کچھ فرق نہ پڑتا تھا کہ گائے کی [illegible] کوئی اس کی [illegible] بھینس یکدم دریا کے بیچ ڈبکی لگا جاتی اور وہ بھی اُس کی دُم تھامے پانیوں کی دنیا میں ڈوب جاتا تو اُسے وہاں زیرِ آب ایسی مخلوق دکھائی دیتی جو نہ کسی نے سنی اور نہ کسی نے دیکھی.. مچھلیاں.. کچھوے.. سانپ.. [illegible] عجیب رنگوں اور شکلوں کے... کم از کم دو بار اُس نے بھینسوں سے بھی بڑے سنسار دیکھے.. مگر مچھ دیکھے.. اور [illegible] مگر مچھوں کے جبڑے بھی حیرت سے کھل گئے کہ ان کی آبی دنیا میں ایک [illegible] اور وہ اُسے کچھ نہ کہتے.. اپنے آپ [illegible] کر لیتے..

آخری بہاؤ کو عبور کر کے جب وہ جنگلی بیلے کی گھناوٹ میں تیرتا ہوا قدم رکھتا تو سامنے پانیوں کی بے رنگی کے بعد اتنی ہریاول ہوتی کہ اُس کی نیلی آنکھیں بھی ہری ہو جاتیں.. وہاں آسمان کو چھوتے پتوں سے تاریک ہوتے درخت تھے اُن کے تنوں سے لپٹی بیلیں تھیں اور اُن کی شاخوں میں شاید اُن پرندوں کے گھونسلے تھے جو ابھی کچھ دیر پہلے دُھند میں چھپے تھے اور زمین کمر تک آتی گھاس اور گھنی جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی اور وہ جہاں بھی قدم رکھتا وہاں سے کوئی نہ کوئی پُھدک کر باہر آ جاتی اور غائب ہو جاتی۔

ایک بار اُس نے ہرنوں کی ایک ڈار کو نہایت ساکت حالت میں دیکھا تھا اور اُن سب کی مدہ بھری نشیلی آنکھیں اُس پر لگی تھیں..

ہریاول کے اندر.. جنگلی بیلے کی گھناوٹ میں پوشیدہ وہ ڈیرا تھا جہاں اُس کا چاچا انتظار کرتا تھا..

اُس ڈیرے پر دھوپ بہت دیر میں اُترتی تھی.. وہ بہت مدت تک بلند درختوں کی شاخوں پر اٹکی رہتی اور بمشکل

[illegible] کو پار کر کے زمین تک آتی تھی.. امیر بخش جب اس گھناوٹ کے اندر پہنچا تو وہاں ابھی تک نیم تاریکی کا راج [illegible]

"تمہاری بے بے کیسی ہے پتر.." اس کے چاچے نے قدرے شرماتے ہوئے پوچھا۔

اس نے چاٹی کا ڈھکن اٹھا کر کہا.. "چاچا ذرا جھانک لو.. لسی کی سطح پر تازہ مکھن کا جو پیڑا تیرتا ہے، وہ بے بے [illegible] رکھا تھا.. اور اس پر اس کی انگلیاں نقش ہیں۔"

گندم کی چار موٹی روٹیاں جس آٹے سے گوندھی گئی تھیں، اس کا ایک ایک ذرہ خوب پکا ہوا اور نیم سرخ رنگت کا [illegible] تازہ تھیں، پچھلی شب تنوری میں لگی تھیں... رابعہ بی بی اس تنوری میں جھانکتی، جھانکنے سے پہلے اپنے بال [illegible] کہ وہ تہہ میں سلگتی آگ میں لپکتے شعلوں کی زد میں نہ آ جائیں پر اس کا جھکا ہوا چہرہ ان کی زد میں آ کر یوں تمتماتا [illegible] لگے گا... وہ چار روٹیاں وہ ذرا دیر تک تنوری میں رہنے دیتی تا کہ ان کی رنگت نیم سرخ ہو کر محکم دین کی [illegible]... وہ صبح سویرے صرف [illegible] کا شوقین تھا۔

ہر روٹی پر واضح طور پر رابعہ بی بی کی مخروطی انگلیوں کے نشان دکھائی دے رہے [illegible] یہ نہیں کہ وہ کھچی تھی، روٹی [illegible] پیار کے سندیسے تھے جو وہ جان بوجھ کر ہر روٹی پر ثبت کرتی تھی..

محکم دین نے پوری زندگی صرف اس روٹی سے لقمہ لیا جس پر اس کی گھر والی کی انگلیوں کے نشان کھبے ہوتے [illegible] کے چہرے [illegible] تو اس کی بھوک جاتی رہتی..

[illegible] کا ایک خاموش رشتہ تھا..

امیر بخش اپنی [illegible] چناب کے پار سے واپس گاؤں آتا... ادھر [illegible] کے دو پیالے پی کر اپنی تختی [illegible] اور دس کوس کی مسافت [illegible] پرائمری سکول میں وہ چوتھی جماعت [illegible] اور واحد مسلمان طالب علم تھا، باقی سب کے سب ہندو اور سکھ لڑکے تھے..

[illegible] ستارہ کے جتنے بھی مکین تھے وہ صدیوں سے وہیں رہتے آئے تھے اور صدیوں سے کوئی ایک خاندان بھی [illegible] سے آ کر یہاں آباد ہوا ہو سوائے ان کے جو نانکی ورثہ یا ننھیال کی زمینوں کے وارث ہو کر اپنا آبائی گاؤں [illegible] آن بسے تھے.. کوٹ ستارہ واضح طور پر دو حصوں میں بٹا ہوا تھا..

امیر بخش اپنی تختی اور بستہ سنبھالتا جب اپنے گھر سے باہر گلی میں قدم رکھتا تو ذرا دیکھ بھال کر رکھتا تھا کہ گلی کے [illegible] گندی نالی بہتی تھی جس پر ٹانگیں پھیلائے کوئی نہ کوئی بچہ فارغ ہونے کے لیے زور لگا رہا ہوتا.. اس کے [illegible] میں مولوی نور دین کا گھر تھا اور ان کی دیواریں سانجھی تھیں اور ان دیواروں کے ساتھ ماچھیوں کے کوٹھے [illegible] تھے.. ان ماچھیوں کی مالی حالت قدرے بہتر تھی کہ وہ اپنی دو کشتیوں پر لوگوں کو چناب کے پار شہر رسول نگر تک [illegible] تھے جہاں سے وہ ٹرین کے ذریعے گوجرانوالہ تک سفر کر سکتے تھے.. وہ جاٹوں کے گھروں میں پانی لے کر جاتے [illegible] گھڑے بھرتے تھے.. بائیں جانب کمہاروں، جولاہوں، ترکھانوں، نائیوں اور لوہاروں وغیرہ کے کچے

UrduPhoto.com

گھروندے تھے اور گلی کے آخر میں میراثیوں کے دو گھر تھے جن کی شناخت آسانی سے ہو جاتی تھی کہ جب سارے جٹ منہ اندھیرے بیدار ہو کر کھیتوں کی جانب نکل جاتے اور باقی لوگ اپنے اپنے پیشوں میں مصروف ہو جاتے تو یہ میراثی تھے جو دن چڑھے تک اتری ہوئی تیز دھوپ میں کوٹھوں پر سوتے رہتے.. اور جب تک شدید گرمی اور دھوپ ان کو عاجز نہ کر دیتی وہ نیند میں مدہوش رہتے..

یہاں جاٹوں اور ان کے معاون پیشہ لوگوں کے گھروندوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ اُن سے پرے ایک وسیع جوہڑ جس کے دوسری جانب ایک اور گاؤں شروع ہو جاتا جو جاٹوں کے کوٹ ستارہ سے سراسر مختلف شکل کا تھا..

جاٹوں کے گھر تو کچے اور زمین سے جڑے ہوئے دور سے زمین ہی لگتے تھے جب کہ جوہڑ کے پار کی اینٹوں کے چوبارے اور ممٹیاں زمین سے بلند ہو کر نمایاں نظر آتے تھے۔

وہاں جتنی گلیاں تھیں سرخ اینٹوں کی پکی گلیاں تھیں اور اُن کے درمیان جو نالیاں تھیں، وہ بھی ڈھکی ہوئی تھیں۔

جب کوٹ ستارہ پر رات [illegible] کے محلوں میں کوئی ایک آدھ دیا ٹمٹماتا اُن کی گلیوں میں کسی چلنے والے کا ہر دوسرا قدم کیچڑ اور گندگی میں دھنستا تو اُدھر اُس دوسرے کوٹ ستارہ کی گلیاں مٹی کے تیل سے جلنے والے لیمپوں سے روشن ہوتیں..

[illegible] میں پر اُس کا چاچا رام داس رہتا تھا جس کے بہی کھاتوں میں نہ صرف اُس کے باپ کی بلکہ بیشتر مسلمان جاٹوں کی [illegible] بعد دوگنا ہو جاتا کتنا رہ گیا ہے..

[illegible] طور پر ہندوؤں کے محلے تھے.. اُن میں کچھ شاہوکار تھے.. لیکن بیشتر اجناس کا کاروبار کرتے تھے رسول نگر اور گوجرانوالا [illegible] تے جاتے رہتے تھے.. ایک محلہ سکھ جاٹوں کا بھی تھا جو ہندوؤں جتنے متمول تو نہ تھے مسلمانوں سے قدرے بہتر معاشی [illegible] نسبت مسلمان جاٹوں سے زیادہ تھا کیونکہ ایک ہی ذات کے تھے۔ وہ اُن کی ہر خوشی غمی میں سگے بھائیوں کی مانند شریک ہوتے.. بیٹی کی ڈولی کو کاندھا دیتے دھاڑیں مار مار کر روتے اور بیٹے کی شادی ہوتی تو وہ دولہے کی گھوڑی کے آگے دارو میں دھت پگڑیاں کھول کر لہراتے، بال بکھراتے بھنگڑے ڈالتے.. وہ اپنا باورچی ساتھ لے کر جاتے کہ اُن کے سوکھے راشن کا اہتمام الگ کیا جاتا اور وہ اپنا کھانا جس میں جھٹکے کا گوشت انہیں مرغوب تھا، الگ سے پکواتے.. اور ان میں چاچا ہرنام سنگھ اور اُس کا سوہن سنگھ بھی شامل ہوتے۔ سوہن سنگھ اور امیر بخش کی یاریاں گوڑھیاں تھیں.. وہ تب سے بیلی تھے جب وہ دونوں دھڑنگ جوہڑوں میں ڈبکیاں لگاتے، بیلے میں خرگوشوں کا پیچھا کرتے کرتے اُس کی گھناوٹ میں راستہ کھو بیٹھتے تھے بیٹھ کر رونے لگتے تھے۔

تو ایک ہی گاؤں میں ایک جانب کوئی ایک آدھ دیا ٹمٹماتا ہے.. تاریکی میں دفن ہے اور اُس گاؤں کے ایک حصے میں گلیاں روشن ہیں.. مٹی کے تیل کے لیمپ روشن ہوتے ہیں اور گھر چوبارے پکی اینٹوں کے بنے ہیں..

سرِ شام جب اُن کی گلیوں میں تاریکی راج کرتی ہے تو وہاں موٹی موٹی ہندو عورتیں اپنی روشن گلیوں میں

UrduPhoto.com

[illegible] ہیں اور ان کے پاؤں تلے کسی نالی کی گندی غلاظت نہیں آتی..

امیر بخش کو اس زمین آسمان کے فرق کی سمجھ نہ آتی تھی..

[illegible] گلیوں اور چوباروں کے اوپر کوٹ ستارہ کے آسمان پر کچھ برج مینار بلند ہوتے نظر آتے جو گوردوارہ ننکانہ [illegible] عمارت کے تھے.. پوری تحصیل میں اتنی نویلی اور سوہنی عمارت اور کوئی نہ تھی، سکھوں کے علاوہ ہندوؤں کی باراتیں [illegible] کے صحن میں اترتی تھیں جس کے درمیان میں ایک چوڑے گھیر والا قدیم کنواں تھا جس کی ماہل سے لپٹ کر سکھ [illegible] تہہ میں اتر جاتے تھے اور پانیوں میں ڈبکیاں لگاتے تھے۔ امیر بخش صرف ایک بار بیساکھی کے تہوار پر چاچے [illegible] سنگھ کے پوتے کھڑک سنگھ کے ہمراہ اس گوردوارے کے اندر گیا تھا.. اور اس کی شان و شوکت اور آرائش سے بے حد [illegible] ہوا تھا.. اور وہ اس چوڑے گھیر والے قدیم کنویں کی ماہل سے لپٹ کر اس کے اندر اترنے والے سکھ بچوں کو دیکھ کر [illegible] میں اتر جانے کی خواہش میں مبتلا ہوا تھا.. پر جب وہ ذرا آگے ہوا اس خواہش کی تکمیل کی خاطر تو کھڑک سنگھ نے [illegible] بازو تھام لیا.. "نہیں امیر بخش [illegible] پانیوں کو بھرشٹ نہ کر.."

کہیں نہ کہیں یہ نظریہ باطل ہو رہا تھا کہ جاٹوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، وہ صرف جاٹ ہوتے ہیں۔

[illegible] سنگھ کا معاملہ جدا تھا، وہ تو ایک ہی پیالے میں سے باری باری لسی سڑک لیتے تھے اور کچھ بھی بھرشٹ [illegible]

UrduPhoto.com

[illegible]

[illegible] اس تفاوت کی سمجھ نہ آتی۔

وہاں جہاں ہم ہیں اتنی غلاظت اور بھوک اور تیرگی کیوں ہے اور یہاں جہاں یہ ہیں ان گلیوں میں روشنی چھم چھم [illegible] ہے۔

[illegible] سکول جاتے دیکھ کر [illegible] کہتے تھے.. طنزیہ اور پرتکبر آوازے کسے.. یہ [illegible] محکم دین کا بیٹا ہے ناں.. خیر سے پڑھنے جا رہا ہے... محکم دین سنا ہے کہ اپنی زمین بیچ کر اسے پڑھا رہا ہے.. [illegible] یہ ایک منشی کرے گا ناں... لالوں کی مانند خیر سے حساب کتاب کرے گا، جاٹوں کا لڑکا.. اور وہ ہنس ہنس کر [illegible] ہو جاتے۔

وہ ایک دکھی دل سے آزردہ اپنی ماں سے جب یہ حال بیان کرتا تو اس کی رابعہ بی بی کی آنکھوں میں ایک غصیلی [illegible] تیرنے لگتی.. "پتر یہ گنوار لوگ ہیں، تو ان جیسا نہیں ہے، تیرے ماموں پڑھے لکھے ہیں۔ تو نے ان جیسا ہونا ہے.. تم [illegible] سے پوچھتے ہو ناں کہ تمہیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہماری گلیاں تاریک کیوں ہیں اور ان میں کیچڑ بھری نالیاں کیوں ہیں [illegible] روشنی کیوں اتنی روشن ہے تو بیٹے صرف اس لیے کہ وہ تعلیم سے روشن ہیں.. وہ پڑھنے لکھنے کو عار نہیں سمجھتے.. تو نے اس [illegible] ہے۔ ان جیسا ہو کر اپنی تاریک گلیوں کو روشن کرنا ہے۔"

وہ آسانی سے یہاں کے پرائمری سکول سے پوری چار جماعتیں پاس کر گیا.. یہاں تک چار جماعتوں تک تو [illegible] ہموار تھا لیکن اس کے آگے کی تعلیمی مسافت کے سامنے متعدد ہمالہ کھڑے تھے.. ہائی سکول منگھو وال وہاں

سے بیس کوس کے فاصلے پر تھا اور وہاں ایک ہی دن میں آنا جانا کرنا ممکن نہ تھا.. چنانچہ زمین کا ایک اور ٹکڑا فروخت ہوا اور اس رقم سے نئی کتابوں اور فیس کا بندوبست ہوا اور سکول کے ہوسٹل کے ایک کمرے کا جس میں چار طالب علم رہ سکتے تھے کرایہ ادا کیا گیا۔

یہ ایک نئی اور امیر بخش کے لیے ایک بین الاقوامی دنیا تھی جہاں بھانت بھانت کے لوگ اور بولیاں تھیں.. آس پاس کے درجنوں دیہات کے طالب علم تھے جن کے لہجے اُس کی پنجابی سے اتنے مختلف تھے کہ انھیں سمجھنے میں دشواری پیش آتی تھی.. منگھووال کے مڈل سکول میں البتہ چار مسلمان لڑکے بھی تھے پر وہ اُن کے قریب آنے میں ناکام رہا کیونکہ اُن کے نزدیک وہ نہ صرف ایک پسماندہ گاؤں سے آیا تھا بلکہ ایک اجڈ جاٹ بھی تھا جس کے لہجے کا وہ مذاق اڑاتے.. اُن میں سے دو سید ذات کے تھے جن کے باپ نامعلوم سے بزرگانِ دین کی قبروں کے مجاور تھے، ایک کسی مولوی کا بیٹا تھا اور چوتھے کا تعلق کسی مخدوش سی ذات سے تھا.. چنانچہ اُس کی دوستی صرف سکھ جاٹ لڑکوں تک ہی محدود رہی جو اُس کے لیے کھلا دل رکھتے تھے..

یہاں آ کر اُس پر کھلا کہ یہ ہندو اور سکھ تعلیم کے میدان میں اُن سے برتر کیوں تھے.. وہ پڑھائی میں اتنی مشقت کرتے تھے کہ ہل چلانا یا سہاگہ پھیرنا اس کی نسبت کہیں آسان تھا.. اس کا ایک روم میٹ سا ہن پال کے براہمنوں کا بیٹا کاشی رام تھا اور جیسے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہیں، وہ ایسے اپنے گنجے سر کے درمیان میں لٹکتی بالوں کی ایک چٹیا کو تاؤ دیتا رہتا تھا.. اُس کا [illegible] چھوٹے سے کو اپنے گنجے سر کے عین درمیان میں گوند سے چپکایا ہوا ہے، پر وہ اس برہمن زادے سے قدرے خائف تھا کہ جانے اسے کیسے کیسے منتر آتے ہیں [illegible] اس پر پھونک دے..

کاشی رام امتحان کے دنوں میں نہایت اہتمام سے کمرے کی چھت [illegible] ایک شہتیر سے ایک رسّی باندھتا اور پھر راتوں کو عین اس کے نیچے آ کر [illegible] کر سر ہلا کر اطمینان کر لیتا کہ وہ کھل تو نہیں جائے گی اور پھر پڑھائی میں محو ہو جاتا.. ذرا سی اونگھ آتی.. سر ڈھلکنے لگتا، چٹیا کے بال کھنچ کر اکھڑنے کو ہوتے تو وہ اس اذیت کو برداشت کرتے ہوئے ایک دم "رام رام" پکارتا اور پھر سنبھل کر سیدھا ہو کر یوں کہ وہ رسّی اور اُس کی بودی پھر سے تن جاتے، پڑھائی میں مگن ہو جاتا..

ان ہندوؤں کی چٹیا جو اب تک اُس کے لیے تضحیک کا باعث رہی تھی، اُس کے لیے قابلِ احترام اس لیے ہو گئی کہ وہ پڑھائی کی مشقت کے لیے کیسی معاون ثابت ہوتی تھی..

اگرچہ دیگر جاٹوں کی مانند اس نے بھی "چھتے" رکھے ہوئے تھے.. اس کے بال تقریباً کاندھوں تک آتے تھے پر انھیں ایک رسّی کے ساتھ باندھنا ممکن نہ تھا.. اس دورافتادہ قصبے کے مڈل سکول کے ہوسٹل میں ایک عجیب ڈراؤنی رات آئی.. تب وہ ساتویں جماعت میں تھا..

وہ چاروں گھوک سوئے ہوئے تھے جب رات کے پچھلے پہر ان کے کانوں میں ایک عجیب سی ٹھوں ٹھوں اور پُرشور گھاؤں گھاؤں کی آواز اتری جیسے کوئی بلا ہو جو چنگھاڑ رہی ہو اور وہ اس ہیبت ناک آواز سے واقف نہ تھے.. کاشی رام

[illegible] پر خوفزدہ ہو کر چھت سے جھولنے والی رسی کو تھام لیا اور کوئی جنتر منتر بڑبڑانے لگا.. دوسرا لڑکا جو ذرا کم ذات [illegible] کاشی رام کے پاؤں سے لپٹ گیا اور تیسرا جو کہ ایک سکھ تھا، اپنے آپ پر جبر کیے بیٹھا رہا اور جب وہ چنگھاڑتی [illegible] آوازیں مسلسل آتی رہیں اور وہ چاروں ان سے دہشت زدہ ہوتے تنگ آ گئے تو انہوں نے اپنے کمرے کی [illegible] کے پٹ کھولے اور اس میں آویزاں سلاخوں کو تھام کر خوفزدہ بندروں کی مانند باہر گلی میں جھانکنے لگے اور وہاں [illegible] یہ عفریتیں تھیں جو گھوں گھوں کرتی چنگھاڑتی تھیں اور ان کے ماتھوں پر جو آنکھیں تھیں ان میں سے آنکھوں [illegible] والی تیز روشنی کے انگار برستے تھے..

وہ عفریتیں کبھی رکتی تھیں تو زیادہ چنگھاڑتی تھیں..

یہ گھوں گھوں اور چنگھاڑ صبح تک جاری رہی.. جونہی روشنی ہوئی امن ہو گیا.. اس سویرے ڈرتے ڈرتے وہ باہر گلی [illegible] تو کیچڑ پر ان بلاؤں کے گزرنے کے نشان تھے..

اس روز ان کے حساب کے ماسٹر گوربچن سنگھ نے انہیں بتایا کہ [illegible] ملکھووال میں سے انگریز سرکار کی [illegible] تھی جو ٹرکوں اور جیپوں میں سوار تھی.. حالیہ بارشوں کی وجہ سے ہر جگہ جو کیچڑ ہو رہا تھا اس میں وہ ٹرک اور جیپیں [illegible] تھیں اور اس میں سے نکلنے کی کوشش میں وہ اتنا گھوں گھوں کرتی تھیں اور چنگھاڑتی تھیں..

[illegible] انگریز سرکار کے بارے میں وہ کچھ زیادہ نہیں جانتے تھے..

[illegible] گھوڑے کو بھگالیے [illegible] گیا.. ہیلاں کے قصبے کو ایک یونانی نام عطا کر کے چلا گیا.. سب آتے جاتے تھے اور چلے جاتے تھے پر وہ [illegible] تھے..

جو بھی ابدالی.. غوری.. مغل آتے تھے ان کی کھیتیاں برباد کرتے ان کی عورتوں کو اٹھا کر چلے جاتے تھے..

تو رنجیت سنگھ کے بعد اگر یہ انگریز سرکار چلی آئی تھی جس کے بارے میں وہ کچھ بھی نہ جانتے تھے کہ اس کا ناک [illegible] کبھی واحد یا چتی تھی کہ ڈپٹی کمشنر بہادر آ رہے ہیں تو رعایا ان کے دیدار کرنے کے لیے امڈی پڑتی تھی.. اور وہ [illegible] جی اتنے گورے گورے ہوتے تھے کہ جاٹ آپس میں چہ میگوئیاں کرتے کہ یہ صاحب اتنا سفید کیوں ہے تو کوئی [illegible] کہتا کہ اسے شنید ہے گورے صاحب صاحب کو پورے پچاس روپے تنخواہ ملتی ہے تو وہ اس تنخواہ سے گڑ خریدتا ہوگا اور [illegible] کھاتا ہوگا اس لیے اس کا رنگ اتنا سفید ہو گیا ہے..

یہ ان ڈپٹی کمشنروں صاحب بہادروں کے قافلے بڑی سڑک کے آس پاس کے گاؤں میں ہی پڑاؤ کرتے تھے [illegible] اور جانگلی علاقوں میں نہ آتے تھے.. تو وہ اس انگریز سرکار کے ناک نقشے سے واقف نہ تھے.. ماسٹر گوربچن سنگھ [illegible] ذرا سرگوشی میں یہ بھی بتایا کہ امرتسر کے شہر میں کسی جلیاں والا باغ میں گولی چلی ہے... کسی ڈائر صاحب بہادر کے [illegible] پانچ چھ سو مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں کو مار ڈالا گیا ہے.. لاشوں سے کنویں بھر گئے ہیں.. تو انگریز سرکار کو خدشہ [illegible] کہیں بغاوت نہ ہو جائے.. بدامنی نہ پھیل جائے اس لیے اپنی سلطنت کے چپے چپے میں فوج بھیج دی ہے یہاں تک

UrduPhoto.com